جلد ۳۴ | ۹ ماہ شہادت ۱۳۲۵ ہش | ۶ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ | ۹ اپریل ۱۹۴۶ء | نمبر ۸۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۸ ماہ شہادت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۱۰ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو آج حرارت بھی ہے۔ اور بائیں پاؤں میں کسی قدر درد بھی۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو دوران سر اور شدید ضعف کی شکایت ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے دائیں گھٹنے میں درد کا افاقہ ہے۔ لیکن بائیں میں ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خیریت ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نہ ہر جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر جگہ عفو قابل تعریف

"قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا۔ کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ وہ کہتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ۔ یعنی بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی گئی۔ لیکن جو شخص عفو کرے۔ اور گناہ بخش دے۔ اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو۔ نہ کوئی خرابی۔ تو خدا اس سے راضی ہے۔ اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے۔ اور نہ ہر ایک جگہ عفو قابل تعریف ہے۔ بلکہ محل شناسی کرنی چاہیئے۔ اور چاہیئے کہ انتقام اور عفو کی سیر بپابندی محل اور مصلحت ہو۔ نہ بیقیدی کے رنگ میں۔ یہی قرآن کا مطلب ہے۔ اور قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا۔ کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیئے نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو۔ اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لئے عام ہو۔ مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا۔ سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ۔ اور چاہیئے کہ تو ان کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ ان کی ذات سے اور کوشش کرے۔ کہ وہ درست ہو جائیں۔ اور اس بارے میں فرماتا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے۔ کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے۔ کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو۔ جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں۔ کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے۔ اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے۔ لیکن وہ جو ماں کیطرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے۔ وہ کبھی خود نمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے۔ جو ماں کی طرح ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۷۔ ۲۸)

ایڈیٹر: غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۶ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ مطابق ۹ ماہ شہادت ۱۳۲۵ھ ش

گاندھی جی کی ناکامی

از مکرم مولوی علی محمد صاحب اجمیری

پچھلے دنوں بمبئی میں ہندوستانی جہازیوں کی ہڑتال کے سلسلہ میں جو فسادات ہوئے ان کا ذکر کرتے ہوئے گاندھی جی اپنے اخبار "ہریجن" میں لکھتے ہیں:-

"ذرا دیکھئے تو بمبئی میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ بمبئی جہاں میری زندگی کا اتنا عرصہ گزرا ہے وہ بمبئی جس نے نیک کاموں میں اتنی دولت صرف کی۔ وہ بمبئی جو میرے خیال میں اہنسا کا سبق بڑی حد تک اپنے دل میں اتار چکی ہے۔ وہی بمبئی کیا اب اہنسا کا مدفن ثابت ہوگی؟"

(ہریجن ۳ مارچ ۱۹۴۶ء)

اہنسا یعنی عدم تشدد گاندھی جی کے پورے فلسفہ زندگی کی بنیاد ہے۔ اور اسی پر ان کی مہاتمائی کا زیادہ تر انحصار ہے اس فلسفہ کی قبولیت کا سارا حال انہوں نے مذکورہ بالا حسرت ناک الفاظ میں خود ہی بیان کر دیا ہے۔ وہ لوگ جو گاندھی جی کی کامیابی کو انبیاء علیہم السلام کی کامیابی کے بالمقابل پیش کیا کرتے ہیں غور کریں کہ کیا گاندھی جی کی کامیابی فی الواقعہ کامیابی کہلانے کی مستحق بھی ہے؟

عوام تو ان کے فلسفۂ عدم تشدد کو کیا سمجھتے خواص بھی اس کے ہم آہنگ نہیں۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو گاندھی جی کے بہت قریب رہتے ہیں اور ان کے معتمد علیہ ہیں وہ بھی ان کے اس فلسفہ سے متاثر نہیں ہو سکے۔ اگست ۱۹۴۲ء کے بعد یو۔پی وغیرہ کانگرسی صوبوں میں کانگرسی کہلانے والوں نے اس فلسفہ کی جس طرح مٹی پلید کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اہنسا کے ان پجاریوں نے سرکاری خزانوں کو لوٹا۔ حکام کو مارا اور عمارتوں کو نذر آتش کر دیا۔ غرض تشدد کا کوئی فعل نہ تھا۔ جس کا انہوں نے ارتکاب نہ کیا یہ تو خیر عوام تھے۔ مگر پنڈت جواہر لال نہرو کے متعلق کوئی کیا کہیگا جنہوں نے جیل سے رہا ہونے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ یو۔پی کے ان علاقوں کا دورہ کر کے متشددین کی کارروائیوں کو قابل فخر قرار دیا۔ اور ان کی اتنی تعریف کی کہ گورنر یو۔پی کو اپنی ایک تقریر میں اس پر اظہار افسوس بلکہ انتباہ بھی دینا پڑا۔ پروفیسر ٹنڈن نے گنگا پرشاد میموریل ہال لکھنؤ میں یو۔پی کانگرس کمیٹی کے بھرے اجلاس میں جہاں صوبہ بھر کے بڑے بڑے کانگرسی لیڈر بشمولیت پنڈت جواہر لعل نہرو موجود تھے کہا۔

"اس میں تعجب کی کونسی بات ہے اگر آپ سے باہر ہونے کے لمحہ میں لوگوں نے ہتھیار اٹھائے۔ آخر عدم تشدد کانگرس کی حکمت عملی میں کوئی آخری لفظ تو نہیں ہے" (سٹیٹسمین ۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

اور ڈاکٹر پٹابھی سیتا رامیہ ممبر کانگرس ورکنگ کمیٹی نے ڈونڈو گلانو (علاقہ مدراس) میں تقریر کرتے ہوئے کہا انہوں نے جیل سے رہا ہو کر کانگرسیوں کو یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ لاٹھیوں سے مسلح رہیں اور کمیونسٹوں کے خلاف بے دریغ ہو کر تشدد برتیں۔ عدم تشدد تو صرف انگریزوں کے مقابلہ کے لئے ہے" (سٹیٹسمین ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

ابھی چند روز ہوئے سردار پٹیل نے کہا کہ پاکستان خانہ جنگی کے بعد ہی بن سکیگا۔

یہ لوگ اسی کانگرس کے صف اول کے لیڈر ہیں جس کے سب سے بڑے لیڈر مہاتما جی ہیں۔ ظاہر ہیں یہ خواہ عدم تشدد کی کتنی رٹ لگائیں مگر اندر سے اس گاندھوی فلسفہ کی حقیقت ان پر خوب روشن ہے۔ گاندھی جی کی زندگی تک تو کوئی ان کے لحاظ سے اہنسا کا نام بھی لیگا مگر اس کے بعد تو یہ صرف ایک تاریخی چیز بن کر رہ جائیگی۔ اور عملی زندگی میں یہ فلسفہ جس طرح اب ناکام رہا ہے، آئندہ بھی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

گاندھی جی نے اپنے بعض خاص سیاسی مقاصد کے پیش نظر اچھوت اودھار کا کام بھی جاری کر رکھا ہے۔ اس ضمن میں ان کو جس قدر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ تھوڑا عرصہ ہوا بنارس یونیورسٹی کی اس کلاس میں جسمیں ویدوں کی تعلیم دی جاتی ہے ایک ادنیٰ ذات کی لڑکی کو داخلہ کی اجازت نہ مل سکی۔

اور سنیئے ڈاکٹر امبیدکر نے پچھلے دنوں گاندھی جی کی اچھوت ادھار کی تحریک پر تبصرہ کرتے ہوئے نہایت تلخ لہجہ میں کہا:-

"مسٹر گاندھی کی سوشل ریفارم کی مہم کا ماحصل اور نتیجہ پچیس سال کے بعد کیا نکلا؟ ۱۹۴۵ء میں بھی مجھے اسبات کی اجازت نہ دی گئی کہ میں جگن ناتھ مندر میں داخل ہو سکوں۔ مجھ سے یہ کہا گیا کہ اس کے ایک قریبی ملحق گھر کے چبوترے سے بس ایک نظر سے اسے دیکھ سکتا ہوں" (سٹیٹسمین ۱۵ دسمبر ۱۹۴۵ء)

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کو ان کی خواہشات کے مطابق چلانا کچھ مشکل نہیں مشکل ہے تو یہ کہ ان کے پرانے عقائد اور رسم ورواج کو چھڑا کر صحیح راہ پر لگایا جائے۔ اور یہ کام صرف انبیاء علیہم السلام ہی کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان کی کامیابی حقیقی معنوں میں کامیابی کہلانے کی مستحق ہے۔ گاندھی جی آزادی کے خوش کن لفظ سے تو لوگوں کو اپنے پیچھے لگا سکتے ہیں مگر ان کی مرضی اور خواہش کے خلاف ان سے کوئی بات نہیں منوا سکتے اس لئے نہ ان کا فلسفۂ عدم تشدد قبولیت حاصل کر سکا ہے اور نہ ان کی تحریک اچھوت ادھار اس کے مقابل پر انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں پر ایک سرسری نگاہ ڈالیں تو آپ کو ہر جگہ یہی نظر آئیگا کہ انہوں نے لوگوں کے عقائد اور اعمال میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا جتنا کوئی ان سے زیادہ قریب تھا اتنا ہی وہ ان کی زندگی سے زیادہ متاثر ہوا۔ اور جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ اپنے پیچھے اپنے جان نثاروں کی ایسی جماعت چھوڑ گئے جو دل وجان سے ان کے عزائم و دواعی کے نہ صرف مبلغ تھی بلکہ وہ خود بھی ان پر پوری طرح عامل اور کاربند تھی۔ یہی وہ سب سے بڑا مابہ الامتیاز ہے۔ جو انبیاء اور دوسرے مصلحین میں پایا جاتا ہے۔

ایجنٹ صاحب گورنر جنرل بلوچستان کا

ایک احمدیہ فیکٹری میں ورود

کوئٹہ ۔ ۸ اپریل شیخ عبدالعزیز صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جناب ایجنٹ گورنر جنرل صاحب بہادر بلوچستان نے بمعیت لیڈی صاحبہ ڈائرکٹر سول سپلائی ڈیولپمنٹ سیکرٹری آج بلوچستان ہینڈ لومز فیکٹری کا معائنہ کیا۔ انہیں مختلف شعبہ جات دکھائے گئے۔ شیخ کریم بخش صاحب جنرل منیجر نے ایجنٹ گورنر جنرل صاحب بہادر کے سامنے وہ مشکلات پیش کیں جو کافی مقدار میں موزوں دھاگہ حاصل کرنے میں حائل ہیں۔ ان امور کو صاحب موصوف نے گہری دلچسپی سے سنا۔

488

ذبح عظیم

عید کے دن بی۔بی۔سی سے احمدی مبلغ کی تقریر

حسب ذیل تقریر مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن نے عیدالاضحیٰ کے روز بی۔بی۔سی سے براڈکاسٹ کی تھی۔ چونکہ تین ماہ تک بغیر اجازت چھپوائی نہیں جا سکتی اس لئے تین ماہ گزر جانے پر درج ذیل کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

آج کا دن مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے۔ اس عید کا نام عیدالاضحیٰ یعنی قربانیوں کی عید ہے۔ اس عید کو قربانیوں کی عید اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ اس روز خدا تعالےٰ کے وہ عشاق جو ہر بلندی و پستی سے اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہو کر بحری و بری سفر کی صعوبت و مشقت اٹھا کر فریضۂ حج ادا کرنے کی غرض سے ارض حرم میں وارد ہوئے تھے۔ وہ اپنے حج کی تکمیل پر ایک جانور کو قربان کرتے ہیں۔ اور اسی طرح دوسرے ملکوں کے صاحب توفیق مسلمان بھی اپنی اپنی جگہ جانور ذبح کرتے ہیں۔ اس لئے یہ عید قربانیوں کی عید کہلاتی ہے۔

قربانی کی حکمت

آج کے دن جو ہزارہا اور لکھوکھا جانور قربان کئے جاتے ہیں۔ وہ محض گوشت کھانے کی غرض سے نہیں۔ بلکہ ایک نہایت اعلےٰ مقصد کے مدنظر ذبح کئے جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ وقت اس امر کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ قربانی کے فلسفہ پر تفصیل سے بحث کی جائے۔ اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ میں قربانی کی حکمت بیان کرتا ہوں

عاشقانہ عبادت

ظاہر ہے کہ حج ایک عاشقانہ عبادت ہے۔ جس کے ذریعہ ایک مسلمان اپنے مولےٰ سے عشق و محبت کا اظہار کرتا ہے۔ جب وہ سنتا ہے۔ کہ اس کا محبوب فلاں مقام پر دیکھا گیا۔ اور دیکھنے والوں کو اس نے اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازا۔ تو وہ بے تاب ہو کر دیوانہ وار اس مقام کی طرف دوڑتا ہے۔ ننگے سر دو سادی چادریں زیب تن کرکے۔ زیب و زینت اور عیش و عشرت کے سامانوں کو خیرباد کہہ کر اپنے محبوب کے نام کو ورد زبان بناتا ہؤا اس مقام کیطرف چلا جاتا ہے۔ جہاں اس کے محبوب نے اپنا چہرہ دکھایا۔ وہاں پہنچکر وہ دیوانہ وار مکانوں کے ارد گرد گھومتا اور بیت اللہ کے ارد گرد چکر لگاتا ہے۔ پھر اسے صفا و مروہ کا پتہ لگتا ہے۔ کہ وہاں بھی اس کے محبوب نے اپنا جمال دکھایا۔ تب وہ ان دو مقاموں کی زیارت کے لئے بے تاب ہو جاتا ہے اسی طرح اور دوسرے مقامات کی زیارت کرتا ہے۔ اور اللھم لبیک اللھم لبیک کی ہر جگہ صدا لگاتا ہے۔ یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا میں تیرے دربار میں حاضر ہوں۔ اور میں تیرے حکم پر لبیک کہتا ہوں۔ غرضکہ اپنے محبوب کی یاد میں وہ رات دن ایک کر دیتا ہے۔ گریہ وبکا اور آہ و زاری سے دعائیں کرتا ہے۔ اور تمام دنیاوی تعلقات قطع کرکے اپنے محبوب کے دروازہ پر دھونی رما بیٹھتا ہے جب وہ روحانیت کے اس اعلےٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اپنے محبوب کی خاطر اپنے نفس کو قربان کرنے کے لئے تیار پاتا ہے۔ تب وہ اپنے دل کی روحانی کیفیت کو ظاہری جامہ پہنانے کے لئے ایک جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتا ہے۔ اور اس طرح یہ ایک ظاہری ثبوت دیتا ہے۔ کہ اگر اسے اپنے محبوب کی خاطر اپنی جان بھی دینی پڑے۔ تو وہ ہرگز دریغ نہیں کریگا گویا قربانی کا جانور قربانی کرنے والے کا قائمقام ہوتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ قربانیوں کا گوشت اور ان کا خون خدا کو نہیں پہونچتے۔ بلکہ جو چیز خدا کو تمہاری طرف سے پہونچتی ہے۔ وہ تقوےٰ ہے۔ یعنی قربانیوں کے ذریعہ جس تقوےٰ اور نیکی اور راستبازی کا تم مظاہرہ کرتے ہو۔ وہ خدا تک پہنچتا ہے۔

کامل قربانی کی مثال

پھر آج کا دن ہمیں اس قربانی کی یاد دلاتا ہے۔ جو آج سے ہزارہا سال پہلے حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ نے کی تھی۔ ان تینوں کی قربانی ایسی کامل قربانی تھی۔ کہ وہ آج بھی دنیا کے مردوں عورتوں اور نوجوانوں کے لئے ایک قابل تقلید مثال ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۸۶ سال کی تھی۔ جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے۔ وہ ابھی چند سال ہی کے تھے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا۔ کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ اس پر آپ نے اپنے بیٹے سے ان الفاظ میں دریافت فرمایا۔ "اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اب سوچ کر بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے۔" حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے بزرگ باپ کی سپرٹ میں فوراً جواب دیا۔ اے میرے پیارے باپ تامل کی ضرورت نہیں۔ آپ کو جو خدا کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے۔ آپ اسے بجالائیں۔ اور آپ مجھے انشاء اللہ تعالےٰ صابرین میں سے پائینگے جب دونوں باپ بیٹے نے اپنے جذبات اور تمام دنیاوی منافع کو قربان کرکے خدا کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو زمین پر لٹا کر ذبح کرنا چاہا۔ تو خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو ایسا کرنے سے الہاماً روک دیا۔ یہ اپنی نوع کی ایک بہت بڑی قربانی تھی۔ حضرت ابراہیم مشفق ترین باپ تھے اور نہایت حساس اور نرم دل تھے۔ اور بڑے دولتمند تھے۔ اور بوڑھے ہونے کی وجہ سے کسی اور بچے کی امید بھی نہ رکھتے تھے۔ ان حالات میں آپ نے اپنی خواب سے یہ سمجھ کر کہ خدا کا منشاء یہ ہے کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر دیں۔ آپ اس ارشاد کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور خدا کے لئے کامل وفاداری کی مثال قائم کر دی۔ پھر حضرت اسمٰعیل نے جو نمونہ دکھایا۔ وہ بھی اپنے رنگ میں بے نظیر تھا۔ وہ اپنے دولتمند باپ کے اکلوتے بیٹے تھے اور وہی تھے جو اپنے باپ کی دولت کے اکیلے وارث تھے۔ لیکن باوجود اس علم کے انہوں نے اپنے آپ کو منشاء الٰہی کے ماتحت قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ اور ان دونوں کی قربانی خدا تعالےٰ کو اتنی پسند آئی۔ کہ اس نے فرمایا ہم نے حضرت اسمٰعیل کا فدیہ ایک ایسی قربانی کے ساتھ دیا جو عظیم تھی۔ یعنی ظاہری قربانی سے ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو منع کر دیا۔ لیکن اس کی بجائے ہم نے ایک بڑی قربانی کو قائم کر دیا۔ اور وہ یہی قربانی تھی۔ کہ انسان اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے کلی طور پر سپرد کر دے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے لئے اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہ کرے۔ اور ایک دنبہ یا بکری وغیرہ کی قربانی جو مقرر کی گئی۔ اور وہ اسی ذبح عظیم کے لئے بطور ایک علامت ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل کی ظاہری قربانی کی بجائے جاری کی۔

حضرت ہاجرہ کی قربانی

تیسری حضرت ہاجرہ ہیں۔ ان کی قربانی بھی ایک عجیب قربانی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ خدائی منشاء کے ماتحت ممکن ہے کہ یہ بھی ان کی مذکورہ بالا خواب کی ایک تعبیر ہو۔ حضرت ہاجرہ اور ان کے بچے حضرت اسمٰعیل کو ایک بے آب و گیاہ ویران وادی میں جہاں اب مکہ آباد ہے لے گئے۔ جب ماں اور بیٹے کو تھوڑے سے زاد کے ساتھ چھوڑ کر واپس جانے لگے۔ تو حضرت ہاجرہ انکے پیچھے پیچھے آئیں۔ اور درد آمیز لہجہ میں کہنے لگیں آپ کہاں جاتے ہیں۔ اور ہمیں اس طرح کیوں اکیلے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم جو نہایت حساس اور نرم دل تھے۔ اس وقت رقت کی وجہ سے بول نہ سکے۔ آخر حضرت ہاجرہ نے جب تیسری مرتبہ دریافت کیا۔ کہ کیا آپ خدا کے حکم سے ہمیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ تب آپ نے عالم خموشی میں اپنے ہاتھ سے آسمان کیطرف اشارہ کیا۔ اور پھر آگے بڑھ گئے۔ تب حضرت ہاجرہ نے یہ الفاظ کہے۔ اچھا اگر خدا تعالےٰ کے منشاء کے ماتحت ہمیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ تو وہ ہمیں کبھی ضائع نہیں کریگا۔ جب حضرت ہاجرہ کے پاس جو تھوڑا سا توشہ تھا ختم ہونے کو آیا۔ تو آپ کو اپنے بچے کے متعلق فکر ہوئی۔

آپ نے ادہر ادھر پانی کی تلاش کی لیکن پانی کہیں نظر نہ آیا۔ اور جب بچے کی حالت شدت پیاس سے زار ہو گئی۔ تو ان سے یہ بیتابی دیکھی نہ جا سکی اور دیوانہ وار پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر چڑھیں تا اوپر سے کوئی ایسی جگہ نظر آئے جہاں سے پانی مل سکے اسی بیتابی کی حالت میں آپ نے سات دفعہ ان پہاڑیوں کے چکر لگائے دونو پہاڑیوں کا درمیانی فاصلہ دوڑ کر طے کرتیں ساتھ ساتھ روتی بھی تھیں آخر تھک کر زمین پر بیٹھ گئیں اور خدا کے حضور نہایت عاجزی اور تضرع سے گڑگڑائیں۔ تب غیب سے آواز آئی۔ اے ہاجرہ خدا نے تیری اور تیرے بچے کی سن لی۔ وہ جب اپنے بچے کے پاس واپس آئیں تو دیکھا کہ ایک چشمہ ابلا چاہتا تھا۔ آپ نے مٹی ہٹائی اور اردگرد پتھر رکھ دیئے۔ ایک حوض کی صورت بنادی یہ وہی چشمہ ہے جو آج زمزم کے نام سے مشہور ہے۔ یہ وہ خاتون تھیں جس نے خدا کی رضا کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ ویران وادی میں رہنا گوارا کیا۔ اور اپنے خدا پر کامل ایمان کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی قربانی کو اس حد تک قبولیت عطا فرمائی کہ آج خدا کا ہر فدائی ان کے اس فعل کی تقلید میں صفا اور مروہ کے درمیان ویسے ہی سات چکر کاٹتا ہے۔ جو اس نے بیتابی کی حالت میں اپنے بچے کے لئے پانی کی تلاش میں لگائے تھے۔ خدا تعالےٰ نے اس مبارک خاندان کو اتنا نوازا کہ حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ظہور انہی کی اولاد سے ہوا۔

مسلمانوں کے لئے سبق

پس آج کی عید میں مسلمانوں کیلئے یہ سبق ہے کہ اگر وہ خدا تعالےٰ کی برکات اور نعمتوں کے وارث ہونا چاہتے ہیں اور جاودانی زندگی حاصل کرنے کے خواہاں ہیں۔ تو انہیں حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی قربانیوں کو اپنی قربانیوں کیلئے ایک مثال اور نمونہ بنانا چاہئے۔

ہندوستان میں عیسائیت کی ناکامی

مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ لیگوس

انسان جو مذہب چاہے اختیار کرنا اس کا حق ہے اور وہ اس حق کو جس طرح چاہے استعمال کر سکتا ہے حق و باطل میں امتیاز اگرچہ معیار ہونا تو چاہیئے لیکن اس معیار کو پس پشت ڈالتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص کسی مذہب کو اختیار کرنا پسند کرے تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس کا رستہ روکے یہی وجہ ہے کہ تبدیلی مذہب نہ صرف حق و باطل میں تمیز پر مبنی ہوتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات کئی دیگر مفادات یا اغراض کے پیش نظر بھی انسان ایک مذہب کو خیرباد کہکر دوسرا مذہب اختیار کر لیتا ہے۔ ہاں اگر کسی مذہب میں داخل ہونے والوں کی اکثریت ایسی ہو جو صداقت کے معیار کو نظر انداز کرتی ہوئی اس کے حلقہ بگوش ہوئی ہو تو اس مذہب کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

عیسائیت کو لیجئے یہ محض بنی اسرائیل کے لئے ایک محدود تحریک تھی۔ غیروں سے اس کو کچھ سروکار نہ تھا۔ یہ نظریہ اتنا مسلم ہے کہ تائید کی چنداں ضرورت نہیں لیکن پھر بھی مندرجہ ذیل دو تین حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ انجیل میں لکھا ہے۔

"اس کے بیٹا ہوگا اور تو اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دیگا۔" (متی ۱: ۲۱)

یہاں ضمناً یہ کہنا خارج از مبحث نہ ہوگا کہ "وہی" کی بجائے ترجمہ "وہ" ہونا چاہیئے تھا کیونکہ انگریزی کی بائیبل میں "He Shall Save" کے الفاظ آتے ہیں اور اردو میں He کو وہی کا مترادف بنانا غلطی ہے۔ اور احباب اس ترجمہ کے فرق کو خوب محسوس کر سکتے ہیں۔ اس آیت میں "اپنے لوگوں" سے مراد بنی اسرائیل کے سوا اور کون ہو سکتے ہیں۔ پھر

"کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلیگا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کریگا۔" (متی ۲: ۶)

یہ آیت تو پہلی آیت سے بھی زیادہ واضح ہے یسوع مسیح کی طرف منسوب کئے ہوئے الفاظ بھی انہی خیالات کے حامل ہیں۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی ۱۵: ۲۴)

بہرکیف کہنا یہ مقصود ہے کہ عیسائیت بنی اسرائیل کو راہ راست پر لانے کے لئے ایک تحریک تھی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذہب کی تجدید۔ لیکن ادہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سے الگ ہوئے اور ادہر پولوس نے عیسائیت کا جامہ پہن کر ان کے حقیقی مقصد کو غتربود کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ عیسائیت کا ڈھانچہ ہی بدل دیا چنانچہ وہ عیسائیت جو محض رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد تک کام کر سکنے والی تحریک تھی اُس کو آج تک دھکیلا جا رہا ہے۔ اور جسے بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے علاوہ کسی سے سروکار نہ تھا اس کو کسی نہ کسی طرح بنی اسرائیل اور غیر بنی اسرائیل کے سر منڈھنے کی کوشش کی جا رہی ہے:

عیسائیت اپنے اس حربے میں کہانتک کامیاب ہوئی ہے اس کا اندازہ زیادہ اچھی طرح ان لوگوں سے لگایا جا سکتا ہے جو اپنے اپنے مذہب کو چھوڑ کر اس میں داخل ہوئے ہیں۔ یقینی بات ہے کہ اگر اس مذہب میں روحانیت اور معرفت کا کوئی شائبہ ہوتا تو وہ لوگ عیسائیت میں داخل ہوتے جو معرفت کے طالب تھے۔ یا پھر اگر اس مذہب کے موجودہ اصول علمی وعقلی کسوٹی پر پورے اترتے تو وہ لوگ اس کی طرف مائل ہوتے جو علمی مذاق رکھتے یا عقلی طور پر کسی اچھے معیار کے ہوتے لیکن حقیقت کیا ہے؟ اگرچہ ہندوستان کے لوگ تو ہندوستانی عیسائیوں سے واقف ہی ہیں لیکن ذرا یورپین رائے بھی سن لیں۔

"Whom we used to call Pariahs The leather workers, sweepers, basket makers, fowl keepers of India — who are practically of no religion at all. It is from amongst Them as might have been expected — that Christainity has gained most of its converts"

مسز فلورا رینی سٹیل کی کتاب India میں سے یہ ایک چھوٹا سا اقتباس ہے اس میں مسز سٹیل نے نہ صرف اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہندوستان میں عیسائیت کو صرف چماروں۔ چوہڑوں۔ ٹوکری سازوں اور پرندبازوں ہی میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ بلکہ اس نے اس بات کا اقرار کرنے سے بھی گریز نہیں کیا کہ عیسائیوں کو اس سے بڑھ کر امید بھی نہ تھی۔

سچ ہے۔ ایک ایسے مذہب کو جسے اپنے وقت سے زیادہ دیر تک زندہ رکھنے کی ناکام کوشش کی جائے یا بالفاظ دیگر جسے اس کے مر جانے کی حالت میں بھی گود میں لیکر پھرا جائے۔ ایک ایسے مذہب کو جو صرف ایک قوم کے لئے ہو اور اسے خواہ نخواہ دنیا کی دیگر اقوام کے سر بھی منڈھنے کی کوشش کی جائے سوائے مندرجہ بالا اقوام کے اور کون قبول کریگا۔

ان اقوام کے اس مذہب کو قبول کرنا معیوب نہیں ہو سکتا بشرطیکہ سنجیدہ طبقہ کے لوگوں نے بھی اس طرف توجہ کی ہوتی۔ علمی مذاق رکھنے والوں نے بھی اسے اپنانے کو فخر سمجھا ہوتا اور عقلی معیار پر ہر چیز کو پرکھنے والوں نے بھی اس کی طرف دھیان دیا ہوتا لیکن یہاں تو معاملہ ہی دگرگوں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور حضور کے دعوٰی سے قبل بعض اپنے مذہب سے لاپرواہ لوگوں نے جنہیں مذہب سے کسی قسم کا لگاؤ نہ رہا تھا بعض وجوہ کے پیش نظر عیسائیت کی طرف نگاہیں اٹھائیں تھیں اور بعض لوگ عیسائیت کا شکار ہوئے بھی تھے۔ لیکن کاسر الصلیب نے عیسائیت کے عقائد کی دھجیاں کچھ اس طرح بکھیریں کہ اب عیسائیت کو سمجھ کر عیسائی ہونا تو درکنار کسی اور مفاد کے پیش نظر بھی ان عقائد کو اپنانا باعث ننگ سمجھا جانے لگا ہے۔ علمی طبقے کو تو چھوڑیئے وہ لوگ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اور جن کی طرف مسز سٹیل نے توجہ دلائی ہے وہ بھی اب× عیسائیت کو دور ہی سے سلام کہہ رہے ہیں۔

یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "یکسر الصلیب" فرمایا تھا۔ اور یکسر الصلیب سے مراد عیسائیت کے فرسودہ اور ناقابل قبول عقائد کی مدلل تردید ہی ہے۔

سیرالیون مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیت کی مختصر رپورٹ

تعلیمی اور تبلیغی جدوجہد میں خوشکن کامیابی

آنے والے مجاہدین کا "بو" اسٹیشن پر شاندار استقبال

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری مبلغ انچارج سیرالیون اپنی تازہ رپورٹ میں لکھتے ہیں۔

مگبورکا سے "بو" واپسی

جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں۔ مگبورکا میں مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب رائے ونڈی کو کام کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ ان کے ساتھ چند دن رہ کر وہاں کا سکول مشن اور آس پاس کی ایک دو جماعتوں کا کام انہیں سمجھا کر خاکسار "متوتوکا" کی جماعت کا دورہ کرتا ہوا "بو" جو ہمارا موجودہ مرکز ہے پہنچا یہاں ڈائرکٹر آف ایجوکیشن۔ ڈسٹرکٹ کمشنر ایجوکیشن آفیسر اور کئی دوسرے افسروں کی طرف سے آفیشل خطوط آئے ہوئے تھے نیز لوکل ڈاک بھی بہت جمع تھی۔ دو دن متواتر جواب دیتا رہا۔ "بو" احمدیہ سکول کی نئی عمارت جس کے لئے مالی امداد کی تحریک پہلے ایک دو دفعہ کر چکا ہوں اب زور شور سے شروع ہے۔ اور بلڈنگ جلد از جلد مکمل کرنے کی سعی کی جا رہی ہے۔ بیس کے قریب راج اور مزدور کام کر رہے ہیں۔ میں کام کی نگرانی کرتا ہوں۔ اور جملہ سامان مہیا کر کے دیتا ہوں۔

اعلیٰ آفیسرز کی "بو" احمدیہ سکول میں آمد

جب سے ہم نے "بو" میں پبلک روڈ سے لیکر احمدیہ مشن تک ایک کھلی موٹر روڈ بنائی ہے۔ اور نئی سکول بلڈنگ کا کام شروع کیا ہے۔ یہاں کے کئی آفیسر ہمارے کام میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور عام طور پر مشن گراؤنڈ میں آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ عرصہ زیر رپورٹ میں S.P.H اپنی کار پر دو دفعہ تشریف لاتے۔ سکول اور مشن کی عمارتی اور تعلیمی کام میں بہت دلچسپی لی۔ اور ہمارے کام اور آئندہ تعلیمی پروگرام وغیرہ کے متعلق بھی کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے اور اچھا اثر لے کر گئے۔ اسی طرح اس علاقہ کے پیرا ماؤنٹ چیف جو پہلے ہمارے سخت مخالف تھے نیز سینیر ایجوکیشن آفیسر پروٹیکٹوریٹ اور سینیر میڈیکل آفیسر پروٹیکٹوریٹ بھی تشریف لائے اور کافی دیر تک میری موجودگی میں لڑکوں اور ٹیچروں کا تعلیمی کام نیز عمارتی کام دیکھتے رہے اور بہت خوش ہو کر گئے۔ سینیر ایجوکیشن آفیسر پروٹیکٹوریٹ صاحب نے جاتے ہوئے کہا "We wish you every success, Mr Siddique." ہم تمہارے لئے ہر کامیابی چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے سکول کی نئی عمارت کے سلسلے میں مالی امداد کی درخواست کی۔ انہوں نے کہا یہ معاملہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ تاہم میں جناب ڈائرکٹر آف ایجوکیشن صاحب کے ہاں ضرور آپ کی سفارش کرونگا۔ اور جب وہ دورے پر "بو" آئینگے تو ان کو موقعہ پر لاکر آپکی عمارت کا کام بھی دکھاؤنگا۔ اسی دوران میں بعض نہایت ضروری کاموں کے لئے ایک دفعہ پھر "مگبورکا" جانا پڑا۔ جہاں صرف دو دن قیام کر کے واپس "بو" آگیا۔

"بو" احمدیہ سکول کی شاندار کامیابی

اس سال ایمپائر ٹورنامنٹ اور مارچ پاسٹ میں شمولیت کے لئے جناب سینیر ایجوکیشن آفیسر صاحب نے ہمکو بھی دعوت دی چونکہ ہمارا "بو" احمدیہ سکول ابھی بالکل نیا ہے۔ اور ہمارے طالب علم بہت چھوٹے اور کھیلوں وغیرہ میں ابھی بالکل ناتجربہ کار ہیں۔ اس لئے میں نے پہلے تقریباً معذرت کرنی چاہی۔ مگر ایجوکیشن آفیسر صاحب نے بہت زور دیا۔ جس پر میں نے لڑکوں کو ایک ہفتہ تک روزانہ ٹریننگ دی اور یونی فارم وغیرہ کا انتظام کیا۔ چنانچہ ہمارا سکول شریک ہوا۔ اور نسبتی طور پر اچھا کامیاب رہا۔ "بو" کے سات سکولوں نے شرکت کی۔ ہمارے سکول کے لڑکے Wheel Barrow Race میں فرسٹ اور Three legged Race اور Babe Race میں سیکنڈ اور Hundred yard Race میں تھرڈ رہے۔ اس کے علاوہ ظاہری نظام اور مارچنگ کے لحاظ سے ہمارا سکول پانچویں درجے پر رہا۔ وہاں کھیلوں اور مارچنگ کے دوران میں بو گورنمنٹ سکول کے پرنسپل صاحب نیز میڈیکل آفیسر اور کئی گورنمنٹ کے افسروں سے ملاقات ہوئی۔ جن میں سے بعض کے ساتھ لمبی گفتگو کا موقعہ ملا۔ انہوں نے ہماری جماعت کی تاریخ اور حالات سننے میں بہت دلچسپی لی۔ سینیر ایجوکیشن آفیسر نے آخر میں خود میرے پاس آکر مبارکباد دی۔ اور کہا کہ "Your School has done much more than what I expected" کہ تمہارے سکول نے میری امید سے بڑھ کر شو کیا ہے۔ کھیل ختم ہونے کے بعد تمام سکولوں اور حاضرین نے مارچنگ کے ذریعہ یونین جیک کو سلامی دی۔ جسکا جواب آفیشل طور پر جناب چیف کمشنر صاحب نے یونین جیک کے نیچے کھڑا ہو کر دیا۔ اور انعامات تقسیم کرنے کے بعد طالب علموں کو ضروری نصائح کیں۔ وہاں سے واپسی پر ہمارے سکول کے لڑکے تقریباً آدھ گھنٹہ سارے شہر میں عربی اور انگریزی شعر پڑھتے ہوئے اپنے جھنڈا کے ساتھ شہر میں مارچ کرتے رہے۔ جس کا جنرل پبلک پر اچھا اثر ہوا۔ اس وقت ہمارے طالب علموں کی تعداد لڑکیوں کے علاوہ ۷۵ تھی۔

دیگر مبلغین کی سرگرمیاں

عرصہ زیر رپورٹ میں مگبورکا اور رد کو پر سے مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب رائے ونڈی اور مکرم چوہدری احسان الٰہی صاحب کی رپورٹیں بھی ملتی رہیں۔ جو بہت خوشکن ہیں۔ چوہدری نذیر احمد صاحب مگبورکا سکول اور مشن کو بہت محنت سے چلا رہے ہیں۔ اور زیادہ کامیاب بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ باوجود اس کے کہ ہمارا وہ مرکز وہاں کی جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہونے کی وجہ سے بہت کمزور ہے۔ تاہم چوہدری صاحب میری ہدایات پر پورے طور پر عمل کرتے ہوئے صبر و استقلال سے کام کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو کامیابی دے۔ مکرم چوہدری احسان الٰہی صاحب بھی فری ٹاؤن اور رد کو پر اور اس کے اردگرد کے علاقہ میں اچھا کام کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں ان کے ذریعہ ایک جگہ Mando میں نئی جماعت قائم ہوئی۔ اور تقریباً دس آدمی جماعت میں داخل ہوئے۔

لوکل مبلغ الفا ابراہیم ذکی نے بھی "بو" سے پیلا ہون تک کی جماعتوں کا دورہ کیا اور ان کے ذریعہ تین اشخاص نے بیعت کی۔ اب ان کو ایک نئے علاقہ میں دورہ پر بھیجا جا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ کامیابی سے۔

رئیس التبلیغ صاحب اور دیگر مجاہدین کی آمد

مجھے ۲۳ فروری کو مکرم جناب حکیم فضل الرحمٰن صاحب کی طرف سے تار ملا۔ کہ مکرم مولوی نذیر احمد علی صاحب مع اہل و عیال اور دو مجاہدین کے لیگوس سے فری ٹاؤن روانہ ہو گئے ہیں۔ میں چونکہ ان دنوں بلڈنگ کے کام کی وجہ سے بہت مشغول اور عدیم الفرصت تھا۔ اس لئے میں نے مکرم چوہدری احسان الٰہی صاحب کو رد کو پر جو فری ٹاؤن سے بہت قریب ہے تار دی۔ کہ وہ فری ٹاؤن پہنچ کر آنے والے قافلے کا استقبال کریں چنانچہ وہ ۲۵ فروری کو فری ٹاؤن پہونچ گئے۔ اور ۲۶ کو انہوں نے مع جماعت رئیس التبلیغ اور جملہ مجاہدین کا استقبال کیا۔

مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب کچھ دنوں کے لئے فری ٹاؤن ٹھہرے۔ اور باقی وفد بعض خاص حالات کے پیش نظر صرف ایک دن فری ٹاؤن ٹھہر کر ۲۷ فروری کو "بو" روانہ ہو گیا۔ میں خود یہاں "بو" میں موجود تھا۔ گاڑی سٹیشن پر پہونچنے سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے تمام احمدی مرد۔ عورتیں۔ اور بچے اور "بو" احمدیہ سکول کے تمام طالب علم جن کی تعداد تقریباً اسی ۸۰ تھی مسجد میں جمع ہوئے۔ اور

وہاں سے ساڑھے پانچ بجے کے قریب سکول کے لڑکے باقاعدہ یونی فارم اور جھنڈوں کے ساتھ مع تمام احمدی احباب کے جلوس کی صورت میں سٹیشن پر پہنچے۔ گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچنے پر برادرم مولوی نذیر احمد صاحب علی صاحب معہ اہلیہ محترمہ اور بچہ اور مکرم چودھری عبد الحق صاحب ننگلی گاڑی سے اترے۔ اور سب احمدی احباب نے ہر دو مبلغین سے مصافحہ کیا۔ اور پر جوش استقبال کیا۔ سامان وغیرہ کا انتظام کرنے کے بعد ہم جلوس کی صورت میں شہر سے ہوتے ہوئے اپنی قیامگاہ پر پہنچے۔ راستے میں بازاروں کے دونوں طرف لوگ جوق در جوق کھڑے بڑے شوق اور دلچسپی سے ہمارا یہ خالصۃً مذہبی جلوس دیکھتے رہے۔ سکول کے بچے سارا راستہ عربی اور انگریزی اشعار پڑھتے رہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کا میٹھی میٹھی اور سریلی آواز سے یہ پڑھنا کہ

"Rising, Rising, Rising Ahmadiyya, Rising To fall no more"
We sing our song for Ahmadiyya School."

نہ صرف ہمارے احمدی بھائیوں کے ایمان و اخلاص کو جوش میں لانے کا موجب تھا۔ بلکہ غیروں پر بھی اس کا بے حد اثر ہوا۔ اور ہماری تعداد اور جلوس کی سنجیدگی دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے۔ اگلے دن مکرم مولوی نذیر احمد علی صاحب اور مکرم چودھری عبد الحق صاحب شہر کے چیف اور دیگر بڑے بڑے لوگوں سے ملے۔

دوبارہ مگبورکا کا سفر

مکرم چودھری نذیر احمد صاحب کے ساتھ مگبورکا میں وہاں کے سکول ٹیچر کا جھگڑا ہو گیا۔ جس پر چودھری صاحب نے مجھے تار دی اور یکم مارچ کو مجھے فوراً وہاں جانا پڑا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا۔ کہ ٹیچر کی صریح شرارت اور بہت زیادتی تھی۔ اور اس نے نہ صرف مکرم چودھری صاحب کی بے جا طور پر بہت ہتک کی۔ بلکہ دوران تحقیق میں میرے ساتھ بھی بری طرح پیش آیا۔ اس لئے اس کو فوراً کام سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد میں دو دن وہاں ٹھیرا۔ جس کے دوران میں جماعت کے دوستوں کو ان کی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی اور امیر کی ہر رنگ میں اطاعت اور اس کے ساتھ تعاون کرتے رہنے کی تلقین و نصیحت کی۔ سکول کے لڑکوں کا تعلیمی کام وغیرہ دیکھا۔ اور ۳ مارچ کو واپس "متوتوکا" سے ہوتا ہوا "بو" واپس آ گیا۔ اگلے دن یہاں جناب ڈائرکٹر صاحب ایجوکیشن اور سینئر ایجوکیشن آفیسر سکول اور اس کی نئی عمارت دیکھنے آئے۔ ہم تینوں وہاں موجود تھے۔ مکرم رئیس التبلیغ نے حسب موقعہ احمدیت کے حالات سے بھی انہیں مطلع کیا۔ سکول کی نئی عمارت کی بنیادیں۔ اور ٹیچروں کا کام دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ میں نے مالی امداد کی طرف توجہ دلائی۔ جس کے جواب میں انہوں نے غور کر کے جواب دینے کا وعدہ کیا۔ یہاں آنے سے دو دن پہلے یہ "مگبورکا" میں مگبورکے احمدیہ سکول کا معاینہ کرنے بھی گئے تھے۔ معاینہ کے وقت چودھری صاحب موجود تھے۔ ہمارا وہاں کا کام دیکھ کر ڈائرکٹر صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور اس سکول کو گرانٹ دینا منظور کیا۔ جس کا اظہار انہوں نے ہم سے "بو" میں بھی کیا۔

نئے مبلغین

مکرم چودھری عبد الحق صاحب اور مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب نے مشن کے جملہ کام وغیرہ کرنے اور ضروری امور سمجھنے شروع کر دئے ہیں۔ امید ہے۔ کہ جلد ہی اس ملک اور یہاں کے باشندوں اور یہاں کام کرنے کے طریق کو سمجھ لیں گے انشاء اللہ۔ جماعت سیرالیون کے احباب ان کی آمد پر حد سے زیادہ خوش ہیں۔ اور سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح المصلح الموعود علیہ السلام کی اس ملک پر اس خاص توجہ اور نظر شفقت کو شکر گذاری کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور دست بدعا ہیں۔ کہ ہمارے مہربان اور پیارے آقا کو اللہ تعالیٰ صحت کاملہ اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور حضور کی شان و اقبال اور بھی زیادہ بلند کرے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور نئے آنے والے مجاہدین کو ایسے طریق پر کام کرنے کی توفیق دے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے خلیفے کی خوشنودی کا موجب ہو۔ اور وہ سیرالیون میں ہماری کامیابی کے نئے نئے راستے کھول دے۔ ہمیں بیماریوں سے بچائے۔ اور ہمیشہ خود ہماری حفاظت کرے۔ اللھم آمین۔

حضرت بابا نانک صاحب اور ان کا جانشین

سوال

گورو نانک صاحب نے واصل بحق ہوتے وقت اپنا جانشین گورو انگد صاحب کو مقرر فرمایا۔ اگر آپ کی رغبت اسلام سے ہوتی۔ تو آپ اپنا قائم مقام کوئی غلام رسول یا نور محمد بناتے۔ (گورو نانک صاحب اور اسلام صفحہ ۲۱ مصنفہ بھائی سیوا سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار خالصہ سماچار امرتسر)

جواب

حضرت بابا نانک صاحب نے کسی کو اپنا گدی نشین مقرر نہیں کیا۔ بلکہ آپ کی وفات کے بعد دو گدیاں بنائی گئیں۔ ایک کے بانی بابا صاحب کے بڑے فرزند جناب سری چند جی تھے۔ اور دوسری گدی بھائی لہنا جی نے (جو بعد میں گورو انگد صاحب کہلائے) قائم کی۔ سری چند صاحب فقیر اور تارک الدنیا اور گورو انگد صاحب گرہستی تھے۔ سری چند جی نے ننکانہ صاحب میں جو بابا نانک صاحب کی جائے پیدائش بیان کی جاتی ہے۔ اور کرتارپور جہاں آپ نے وفات پائی۔ پر قبضہ رکھا۔ اور گورو انگد صاحب نے دونوں مرکز چھوڑ کر کھڈور صاحب واقع ضلع امرتسر میں اپنا نیا مرکز تجویز کر لیا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کو اپنا حریف خیال کرتے تھے۔ اس لئے ایسی روایات کا بن جانا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ جن سے ایک دوسرے کو نیچا دکھانا مقصود ہو۔ اور ایسی ساکھیاں ایجاد ہوئیں۔ جن سے گورو انگد صاحب کی گوربائی کا حق دوسرے فریق سے فائق معلوم ہو۔ گورو انگد صاحب کی فرمانبرداری اور بابا صاحب کے بیٹوں کی نافرمانی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ سری چند بوجہ بابا صاحب کے بیٹے ہونیکے لوگوں میں عزت اور سنکار رکھتے تھے۔ نیز فقیر اور تارک الدنیا ہونے کے باعث آپ کی عزت کی جاتی تھی۔ اسی لئے سکھ گورو بظاہر ان کی مخالفت نہ کر سکتے تھے۔ لیکن دبی زبان میں اس پارٹی کی طرف سے ان پر نافرمانی کا دھبہ لگایا جاتا رہا۔

جس طرح گورو انگد صاحب کے متعلق یہ روایت بنائی گئی۔ کہ ان کو بابا نانک صاحب نے اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ اسی طرح سری چند جی کے پیروؤں میں بھی ایسی روایت رائج ہے۔ کہ بابا نانک صاحب نے سری چند جی کو اپنا جانشین بنایا۔ چنانچہ کوی گوبند داس جی نے اپنی کتاب "سری چندر پرکاش" میں "سری نانک دگ وجے" مصنفہ سنت رین کا حوالہ اس طرح نقل کیا ہے:۔

برہم انچلا سیلی ٹوپی * سری چند کو نانک سونپی
پیسے پانچ ایک نلی آر * کر گورو تلک دینو فیر

یعنی بابا نانک صاحب نے سری چند جی کے سپرد سیلی ٹوپی کی۔ اور پانچ پیسے اور ایک ناریل دے کر گورو بنایا اور تلک لگایا۔ اسی طرح سری چند جی کی سوانح عمری جس کا نام "جیونی سری چندر" ہے۔ اور سمت ۱۹۸۰ بکرمی میں سری چندر ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے سکھ [illegible] کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ جس میں لکھا ہے [illegible] کیا۔ اور اپنے پتر (چیلہ) سری چند جی کی جہاں گدی ہے۔ وہاں آ کر پیار کے ساتھ بیٹے کو ملے۔ اپنی جوت دے کر جگت گورو بنایا۔ اور سچ کھنڈ میں گئے۔" صفحہ ۷۴

اسی طرح گوردوارہ ٹربیونل کی عدالت میں سکھوں کی طرف سے اداسیوں کو جو اپنے آپ کو سری چند جی کا پیرو بتاتے ہیں۔ سکھ ثابت کرنے کے لئے بیان دیا گیا:۔

"کہ بابا سری چند نہ صرف گورو نانک صاحب کے بیٹے ہی تھے۔ بلکہ آپ کے چیلے بھی تھے۔ اس لئے وہ سکھ تھے۔ اور سکھ ہونے کی وجہ سے انہوں نے گدی کا دعویٰ کیا تھا۔"

اس بیان کو لکھ کر فاضل جج نے لکھا ہے:۔

"ان کا گدی کا دعویٰ کرنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ گورو نانک صاحب کے بیٹے تھے۔" (اداسی سکھ نہیں صفحہ ۳۳)

بہر حال دونوں صورتوں میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ جناب بابا سری چند جی نے بھی بابا نانک کی گدی کا دعویٰ کیا تھا۔

ننکانہ صاحب کی گدی

سری چند صاحب کے علاوہ ان کے چھوٹے بھائی جن کا نام لکھمی چند تھا۔ کو بھی بابا نانک صاحب کا گدی دینا مرقوم ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

سمت ۱۵۷۵ بکرمی سہاگن سدی ۴ کو سری چند جی نے سری لکھمی چند جی کو اپنا سکھ بنایا اور گورو نانک جی کے سری چند کی معرفت ان کو گدی دی۔ (جیونی سری چند صفحہ ۱۲)

سری چند جی فقیر تھے۔ انہوں نے تمام عمر شادی نہیں کی۔ اس لئے انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی لکھمی چند کے بیٹے جن کا نام دھرم چند تھا کو ننکانہ صاحب کی گدی پر بٹھایا۔ اور سمت ۱۶۶۵ بکرمی میں دھرم چند مہر چند کو گدی پر بٹھلا کر خود ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور چلا آیا اور سمت ۱۶۷۵ بکرمی ماگھ سدی ۱۰ کو بابا مہر چند نے ندھان چند کو ننکانہ کی گدی عطا کی۔ اور سمت ۱۶۸۸ بکرمی چیت سدی ۵ کو ندھان چند نے لاجپت کو گدی دی اور سمت ۱۷۳۵ بکرمی کتک سدی ۱۵ کو یہ گدی منوہان جی کو ملی۔

ڈیرہ نانک والی گدی

بابا نانک صاحب کے چھوٹے بیٹے دھرم چند جی نے جو ننکانہ صاحب کی گدی پر اپنی جگہ مہر چند کو بٹھلا کر خود ڈیرہ نانک صاحب میں آ گئے تھے سمت ۱۶۶۳ بکرمی اسو سدی ۱۰ میں بابا نانک کے ڈیرہ والی گدی پر مانک چند کو بٹھایا۔ اور سمت ۱۶۷۵ بکرمی میں اس نے اپنے بیٹے کو یہ گدی دی۔ اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔

(جیونی صفحہ ۱۶)

معلوم ہوا کہ اکیلے گورو انگد صاحب نے ہی گدی قائم نہیں کی۔ بلکہ ان کے علاوہ بابا صاحب کے بیٹوں نے بھی گدیاں بنائیں جیسا کہ سری چند اور لکھمی چند کے واقعات سے ظاہر ہے۔ اور انگد صاحب کے مقابل پر وہ گدیاں مرکزی قائم ہیں۔ ایک بابا صاحب کی جائے پیدائش۔ اور دوسری مقام وفات پر۔ لیکن گورو انگد صاحب نے غیر معروف جگہ کھڈور صاحب میں گدی بنائی۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ بابا صاحب کی وفات کے وقت گورو انگد صاحب پاس نہ تھے (جنم ساکھی بالا صفحہ ۶۲۵) اور بیٹوں کی موجودگی تسلیم کی گئی ہے۔

(جنم ساکھی بالا صفحہ ۶۲۰)

جھنڈے باڈی کو گدی دی

ناظرین اعلیٰ گدیوں کا ذکر تو پڑھ چکے۔ اب ان کے علاوہ پانچ گدیوں کا ذکر اور سنئے۔ جنم ساکھی بالا اور نانک پرکاش مصنفہ بھائی سنتوکھ سنگھ میں لکھا ہے:۔

"تاں گورو نانک جی جھنڈے باڈی نوں منجی سونپی ست گورو کہیا"

(جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۱۰)

یعنی تب گورو نانک صاحب نے جھنڈے ترکھان کے سپرد منجی (گدی) کی۔ اور ست گورو بنایا۔ اور نانک پرکاش میں یوں مرقوم ہے

تیچہ دڑ جب تنے لکھا یا
منجی پر جھنڈا بٹھایا۔
سرب دیس گرمت گر کر کے
پڑ گو بیٹھا رجائے اوچہ کے

(پورب ارد ادھیائے ۳۵ نمبر ۷۹)

یعنی جب جھنڈے کا عقیدہ مضبوط دیکھا تو اس کو منجی یعنی گدی پر بٹھایا۔ اور سارے دیس کا ست گورو بنا کر بھیجا۔

راجہ شونابھ کو گدی دی

بھائی بالا جی کی جنم ساکھی اور نانک پرکاش میں لکھا ہے "سمت ۱۵۷۴ بکرمی میں راجہ شونابھ کو سری گورو جی نے منجی بخشی" (جنم ساکھی بالا صفحہ ۴۰۸ نانک پرکاش پورب ارد ادھیائے ۴۹ نمبر ۱۳ صفحہ ۴۳۱)

اسی طرح جنم ساکھی بالا میں کوڈے راکشش کو اس کے اصلاح کر لینے کے بعد منجی (گدی) بخشی (صفحہ ۹۰)

اس کے علاوہ مالک رائے جوہری اور اور کے غلام کو گورو بنایا اور منجی بخشی (جنم ساکھی بالا صفحہ ۹۵ و نانک پرکاش پورب ارد ادھیائے ۵۱ نمبر ۸۸) نانک پرکاش پورب ارد ادھیائے ۵۰ نمبر ۴۷ صفحہ ۵۵۵ میں بھائی مردانہ جی کو گورو کہا گیا ہے۔

ان حوالجات سے ثابت ہے کہ گورو انگد صاحب اور سری چند وغیرہ کے علاوہ بہت سے اور گورو بنائے گئے۔ تو اب بھائی سیوا سنگھ صاحب کا صرف گورو انگد صاحب کو گورو قرار دینا کسی طرح جائز اور درست نہیں۔ اگر ان کے نزدیک سوائے انگد صاحب کے باقی سچے نہیں۔ تو اس کے لئے کوئی ثبوت چاہیئے۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ یہ سب گدیاں ایسی ہیں جن کے قیام کی ذمہ داری حضرت بابا نانک صاحب پر نہیں آ سکتی۔

حضرت بابا نانک رضی نے کسی کو گدی نہیں دی گرنتھ صاحب سے کوئی پتہ نہیں چلتا۔ کہ کسی گورو نے اپنے بعد میں آنے والے گورو کے متعلق گدی کے سلسلہ میں کوئی بات کہی ہو اور نہ ہی کسی گورو کا کوئی ایسا قول ملتا ہے جس میں یہ بتایا ہو کہ مجھ کو فلاں گورو نے اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ نہ تو کوئی بابا صاحب کا ایسا قول ہے۔ اور نہ ہی گورو انگد صاحب کا۔ بلکہ گورو انگد صاحب نے تو الہام کا دعویٰ بھی نہیں کیا۔ اس کے بعد جنم ساکھی بالا اور بھائی گورداس کی واریں ہیں جو سب گورو انگد صاحب کے ہم خیال بلکہ مریدوں کی تصنیف ہیں۔ ان کی گورو انگد صاحب کی گورپائی کے سلسلہ میں گواہی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ پھر جنم ساکھیاں کئی ہیں ایک ساکھی کے لکھے جانے کا سمت ۱۵۸۲ اور سمت ۱۵۹۲ بکرمی ہے۔ اس کے متعلق بھائی کاہن سنگھ جی لکھتے ہیں۔ کہ اس ساکھی کے لکھے جانے کے وقت ابھی گورو انگد صاحب بابا نانک رضی صاحب کے پاس آئے بھی نہ تھے۔ اور نہ ہی گورو انگد صاحب کو گدی ملی تھی۔ (گورمت سدھاکر صفحہ ۴۳۵)

پس اس ساکھی کو اس مسئلہ کے ثبوت میں کسی صورت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر دوسری جنم ساکھی جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ گورو انگد صاحب کے سامنے بھائی موکھا پیڑا جی نے لکھی۔ اور بھائی بالا جی نے لکھوائی۔ اول تو اس ساکھی کی صحت میں اختلاف ہے۔ بلکہ اس میں ایسے شبد ملتے ہیں جو جنم ساکھی کے لکھے جانے کے بعد دوسرے گوروؤں نے تصنیف کئے۔ اور نانک پرکاش و جنم ساکھی منی سنگھ میں اس کی تحریف کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اس کے لکھے جانے کے وقت گورو انگد صاحب اور بالا جی کا کوئی تعارف نہ تھا۔ بلکہ جب گورو انگد صاحب نے بالا جی کو بلانے کے واسطے آدمی بھیجا۔ تو اس سے بالا جی نے پوچھا کہ اس وقت گدی پر کون ہے۔ چونکہ وہ شخص گورو انگد صاحب کا بھیجا ہوا تھا۔ اس نے انگد کا نام ہی لیا۔ پس اس ساکھی سے بھی اس مسئلہ پر کوئی گواہی قابل قبول نہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور جنم ساکھی ہے جس کو پوراتن جنم ساکھی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں بابا صاحب کی وفات سمت ۱۵۹۶ بکرمی میں لکھی ہے۔ لیکن بالے والی ساکھی میں سمت ۱۵۹۶ بکرمی میں انگد صاحب کو گورپائی دینا مرقوم ہے۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۶۰۵)

اس صورت میں بھی گورو انگد صاحب کی گورپائی تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ ایک اور بات قابل ذکر یہ ہے۔ کہ جنم ساکھیوں کا بیان ہے۔ کہ جب گورو نانک صاحب نے انگد صاحب کو گدی دینے کے لئے ان کے پیر پر سجدہ کیا۔ تو گورو انگد صاحب نے اپنے پاؤں کے بارے میں کہا کہ ان کو جذام ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہو گیا (جنم ساکھی بالا صفحہ ۶۲۵ و جنم ساکھی منی سنگھ صفحہ ۵۸۶) لیکن گیانی گیان سنگھ صاحب نے جذام کی وجہ بابا سری چند کی بد دعا قرار دی ہے۔ اگر جنم ساکھیوں کی رو سے گورو انگد صاحب کی گورپائی مانی جائے۔ تو معاذ اللہ ایک ایسے شخص کی بیماری کی متعدد باطل وجوہ قرار دی جائیں گی۔ جس کو لاکھوں انسان عزت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ گورپائی برکت والی چیز ہے یا بیماری پیدا کرنے والی۔ پس صاف ظاہر ہے۔ بلکہ ثابت ہے کہ جناب بابا نانک صاحب نے گدی قائم کر کے کسی کو بھی جانشین مقرر نہیں کیا۔ سری چند نے بیٹا ہونے کی وجہ سے اور انگد صاحب نے چیلہ ہونے کی رو سے اپنی اپنی گدی قائم کر لی جس نے بعد میں مستقل حیثیت اختیار کر لی۔

ایک سیاح کا بیان

گورو ہرگوبند سنگھ صاحب جو گورو ارجن صاحب کے بیٹے اور سکھوں کے چھٹے گورو بیان کئے جاتے ہیں۔ ان کے زمانہ میں ایران کے ایک سیاح نے جس کا نام محسن فانی تھا۔ گورو صاحب سے مل کر ان کے حالات قلم بند کئے۔ اور سکھ مؤرخوں کو اس کتاب کی صحت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:۔ "بعضے خلافت بہ فرزندان نانک رسیدہ"

(دبستان مذاہب صفحہ ۲۳۵)

یعنی بعضوں کے نزدیک خلافت بیٹوں کو نہیں پہونچی۔ اس سے صاف عیاں ہے۔ کہ اکثر کے نزدیک خلافت بیٹوں کو پہونچی۔ گویا اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک خلافت بیٹوں کو اور بعض کے نزدیک انگد صاحب کو ملی۔

پس یہ اختلاف شروع سے ہی چلا آتا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ گورو ہرگوبند صاحب کے وقت تک بھی گدّی سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ جو اس کے بطلان کی ایک دلیل ہے

لاش کا مطالبہ

بابا نانک صاحب مسلمان تھے۔ اور اسلامی احکام کے پابند تھے۔ آپ کی وفات پر آپ کے مسلمان مریدوں نے یہ کہہ کر آپ مسلمان بلکہ حاجی تھے۔ آپ کی لاش کا مطالبہ کیا تھا (دیکھو گورو خالصہ صفحہ ۶۳ مصنفہ پروفیسر سندر سنگھ) اور مسلمانوں کے اِس مطالبہ کا ذکر قریبًا قریبًا سکھوں کی تمام تاریخوں اور جنم ساکھیوں میں موجود ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ مسلمان کسی غیرِ مسلم کے مرید نہیں ہوتے۔ اُن کا باباصاحب کی مریدی کا دم بھرنا اور لاش کا مطالبہ کرنا اِس بات کی دلیل ہے۔ کہ وہ آپ کو مسلمان پیر خیال کرتے۔ اس کے علاوہ اسلامی حکومت اور علاقہ میں زبردست اکثریت بھی مسلمانوں کی ہو۔ اور باباصاحب کے مرید بھی پٹھان ہوں۔ ایسی صورت میں ہو نہیں سکتا کہ کوئی غیر مسلم باباصاحب کی قائم کردہ گدّی پر قابض ہو۔ پس اگر باباصاحب کوئی اپنی گدّی قائم کرتے۔ تو ضرور اُس پر مسلمان کو مقرر کرتے۔ اس بات میں بھائی سیواسنگھ صاحب اور اُن کے دوسرے ہم نوا ہم سے متفق ہیں۔ کہ باباصاحب ہندو نہ تھے۔ تو اب ہندوؤں کا مطالبہ کہ ہم آپ کی لاش کو جلائیں گے۔ کس طرح درست ہوسکتا تھا مسلمان تو اس لئے لاش کا مطالبہ کرتے تھے۔ کہ وہ آپ کے مرید ہونے کے علاوہ آپ کو مسلمان ولی اللہ یقین کرتے تھے لیکن ہندوؤں کا مطالبہ سراسر غلط تھا مسلمان پیروں کے مرید ہندو ہوتے ہیں جیسا کہ سر آغاخان کے مرید ہزاروں ہندو موجود ہیں۔ اور سرور سے یا سخی سلطان کے مرید ہندو اور سکھ پنجاب میں پائے جاتے ہیں۔ جھٹکے سے پرہیز اور سخی سلطان کی کڑاہی دیتے اور لکھ داتے کی منتیں مانتے ہوئے ہر سال قافلے بنا کر تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخاں میں بغرض زیارت حاضر ہوتے ہیں۔

پس مسلمانوں کا مطالبہ جائز اور ہندوؤں کا مطالبہ ناجائز تھا۔ ہوسکتا ہے کہ ہندوؤں کے اس مطالبہ کا ذکر بھگت کبیر کے واقعہ کی نقل ہو۔ کیونکہ بابا نانک صاحب سے پہلے کبیر جی کے متعلق مرقوم ہے۔ کہ مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں نے اُن کی لاش کا مطالبہ کیا تھا۔ (دبستان مذاہب) ہندو ایک تجارت پیشہ قوم ہے۔ وہ کوئی ایسا موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتی جس میں اُن کو کوئی مالی فائدہ نظر آتا ہو۔ چنانچہ حضرت باوا فرید صاحب کی خانقاہ کے دروازہ پر دو قفل لگے رہتے ہیں۔ ایک کی چابی ایک مسلمان کے پاس رہتی ہے۔ اور دوسری ایک ہندو کے پاس۔ یہ کنجی آٹھ سو سال سے ہندوؤں کے قبضہ میں ہے۔ (بابا فرید شکر گنج مصنفہ خواجہ حسن نظامی صفحہ ۳۰)

اور پنجاب میں ایسے کئی ایک واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ جن میں قبروں کے مجاور ہندو ہوں۔ بلکہ برہمنوں میں تو ایسے برہمن بھی پائے جاتے ہیں۔ جنہوں نے مسلمانوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنا نام ہی حسینی برہمن رکھا ہوا ہے۔ وہ لوگ مسلمانوں کو حضرت امامین کی کتھا سناتے ہیں۔ (جہاں کوشش صفحہ ۸۳ مصنفہ سردار کاہن سنگھ)

پس اگر باباصاحب کوئی گدّی قائم کرتے تو ضرور تھا۔ کہ کسی مسلمان کو اس کا نگران مقرر کرتے۔ چونکہ باباصاحب مسلمان تھے اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ انہوں نے غیر مسلم کو اپنا گدّی نشین کیوں بنایا۔ پہلے بانی کا مذہب ہے۔ اور بعد میں جانشین۔ پس یہ گدّیاں باباصاحب کی قائم کردہ نہ تھیں۔ (خاکسار گیانی واحد حسین مبلغ)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کیا جائے نہ کہ ایڈیٹر کو۔

بھائی حنیف احمد صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

حنیف احمد صاحب جو اپنی خوش اخلاقی کی وجہ سے عام طور پر بھائی جی کے نام سے مشہور تھے۔ اور منشی عبدالسمیع صاحب کپورتھلوی کے فرزند تھے۔ ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء کو تین ماہ کی بیماری کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مرحوم موصی تھے۔ اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ یہ مخلص نوجوان مجلس خدام الاحمدیہ دارالفضل کے سیکرٹری تھے۔ اور بڑی محنت اور اخلاص سے کام کرتے تھے احباب اُن کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا فرمائیں۔

بھائی جی مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام سے قبل بھی مختلف طریقوں پر اطفال اور نوجوانوں میں نیکی کی تحریک کرتے رہتے۔ اور اس طرح یومِ وفات تک جب کہ وہ قریبًا تیس ۳۰ سال کے تھے اُن کی عمر کا بیشتر حصہ خدمتِ دین میں صرف ہوا۔ گذشتہ جلسہ سالانہ سے قبل مرحوم نے چند اور خدام کی مدد سے اپنے محلہ میں دیواروں پر مختلف عبارتیں لکھیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات بھی ہیں۔ اور سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات بھی۔ تاکہ نوجوانوں کی نظریں ان الہامات اور ارشادات پر پڑتی رہیں۔ اور اُن کے دلوں میں احمدیت کی غرض وغایت نقش ہوتی جائے۔ اب اُن کی یہ تحریریں اُن کی وفات کے بعد بھی نوجوانوں اور بچوں کو الہامات اور ارشادات کی طرف متوجہ کرتی رہتی ہیں۔ اور اُن کے لئے دعا کی تحریک کرتی ہیں۔

بھائی جی مرحوم اپنی ذمہ داریوں کو اس قدر توجہ اور محنت سے ادا کرتے۔ کہ اُن کا یہ طریق عمل دوسروں کے لئے موجبِ رشک تھا مختلف قسم کی پریشانیاں جو بوجہ افلاس اُن کے شاملِ حال رہا کرتی تھیں اُن کے لئے سلسلہ کے کاموں کو بجا لانے میں ہرگز روک نہ بن سکتی تھیں۔ اپنی نیک۔ ہمدرد۔ خیر خواہ خلائق اور خدمت گار طبیعت کی وجہ سے بھائی جی اطفال اور خدام اور عہدہ داران مرکزی میں کافی ہردلعزیز تھے۔ اُن کی بیماری کے ایام میں صاحبزادہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے اُن کی پرداخت اور علاج میں بڑی محبت اور ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ دوسرے دوستوں نے بھی اپنے اپنے رنگ میں اُن سے برادرانہ تعلق کا ثبوت دیا۔ بھائی جی کے پسماندگان میں اُن کے بوڑھے والدین کے علاوہ اُن کی بیوہ اور تین چھوٹے بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود اُن کا کفیل اور حافظ و ناصر ہو۔ (خاکسار بشارت احمد واقفِ زندگی)

اعلان برائے امتحان اُمیدوار محرران

جملہ اُمیدواران جنہوں نے صدر انجمن کی ملازمت کیلئے درخواستیں نظارت علیا میں دی ہوئی ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اُمیدواران کا امتحان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۴۶ء بروز اتوار مسجد اقصیٰ ۱۰ بجے دن کو ہوگا۔ جملہ اُمیدواران وقت مقررہ پر پہنچ جائیں اپنے ہمراہ اصل سرٹیفکٹ۔ کاغذ، قلم دوات لائیں۔ بیرونی اُمیدواروں کو بذریعہ خطوط بھی اطلاع بھیجی جاتی رہی ہے۔ (عبدالحمید سیکرٹری تحقیقاتی کمیشن صدر انجمن احمدیہ قادیان)

رضائے الٰہی کے حصول کا نادر موقع

احباب جماعت اپنے عزیزوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں

قرآن پاک کے پارہ چہارم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۔ یعنی تم ہرگز اعلیٰ درجہ کی نیکی حاصل نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ تم اپنی محبوب چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ اور جو محبوب چیز بھی تم اس کی راہ میں خرچ کرو گے۔ ضرور اللہ اس کی قدر کرتا رہے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اس کی رضاء حاصل کرنے کیلئے اپنی محبوب ترین چیز کی قربانی کی جائے۔ تب مقبول ہوتی ہے۔ دوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی قربانی ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ ہمیشہ اس کی قدر کرتا ہے۔ اور اس کے اعلیٰ سے اعلیٰ نیک نتائج اور بابرکت ثمرات پیدا کرتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ جملہ اسمیہ لا کر اس کے نیک نتائج اور بابرکت ثمرات کے دوام کو بیان فرمایا۔ تا یہ بتائے کہ قربانی کرنے والے پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول متواتر کوئی اتفاقی امر نہیں۔ بلکہ سب کچھ اس کی قربانی اخلاص اور ایثار کے نتیجہ میں اترا کرتا ہے

۱۹، ۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو غالباً آٹھویں جماعت کے نتائج نکل آئیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام احمدی بچوں کو اعلیٰ نمبروں پر کامیاب کرے۔ احباب جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے عزیزوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں۔ اور حسب خواہش سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کم از کم ایک سو طالب علم ہر سال داخل کرایا جائے۔ اور اس مادیت کے پُرآشوب دور میں اپنے عزیزوں کی قربانی سے اپنے آپ کو اعلیٰ درجہ کی نیکی حاصل کرنے والوں کی صف میں لا کھڑا کریں۔ نیز سنتِ ابراہیم کو زندہ کر کے اپنے لئے اور اپنی اولادوں کے لئے لازوال عزت۔ لازوال دولت اور لازوال برکت حاصل کریں۔

اس میں شک نہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ایک بہت بڑی قربانی ہے۔ اور توحید الٰہی اور دین اسلام کے پھیلانے کا کام دنیا کی نگاہوں میں قابل تعظیم و تکریم نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ مادی دنیا اس عزت سے بے خبر ہے۔ جو علماء دین کو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں حاصل ہے دنیا کی عزت اور دنیا کی ذلت دونوں ناپائیدار ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی دی ہوئی عزت پائیدار اور ہمیشہ رہنے والی ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کشتی نوح کے صفحہ ۲۷، ۲۸ میں فرماتے ہیں:-

"ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں۔ مگر وہی دیکھتے ہیں۔ جو صدق و وفا سے اس کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ اور اس کے صادق و فادار نہیں ہیں۔ وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے۔ جس کو اب تک یہ پتہ نہیں۔ کہ اس کا ایک خدا ہے۔ جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔ کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے۔ جو تمہیں بچائیگا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں۔ کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں۔ تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے۔ تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تمہارے لئے جاگیگا تم دشمن سے غافل ہو گے۔ اور خدا اسے دیکھیگا۔ اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے۔ کہ تمہارے خدا میں کیا قدرتیں ہیں۔ اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا۔ کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے۔ اور چیخیں مارتا ہے۔ اور ہلاک ہونے لگتا ہے۔ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی۔ کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے۔ تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو۔ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو۔ جو بکلی اسباب پر گر گئیں"

حضور کے اس ارشاد کے بعد علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے جنہوں نے دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ کیا سلوک کیا۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ۔ حضرت مولانا برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جناب مولوی جلال الدین شمس جناب مولانا ابوالعطاء صاحب ان کے علاوہ دیگر علماء سلسلہ جو دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ کیا یہ سب ہستیاں قابل تعظیم اور قابل رشک نہیں۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ کے بچے اور آپ کے عزیز بھی ایسے ہی ہوں۔ جب آپ میں سے ہر احمدی ان علماء پر فخر کرتا ہے۔ تو آپ ضرور اس نادر موقع سے فائدہ اٹھا کر ہم خرما و ہم ثواب کے مستحق بنیں۔

علماء دین کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔ اور دنیا اس مبارک پیغام کی پیاسی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام لوگوں کو سیراب کرنے کے لئے لائے۔ لوگ دنیا کی طرف جھک کر امن و سلامتی کی راہ کھو بیٹھے ہیں۔ اور سلامتی کی راہ کی تلاش میں ہیں۔ اس لئے آپ اپنے بچوں اور عزیزوں کو خدا کے مقدس رسول کی یادگار مدرسہ احمدیہ میں داخل کر کے لوگوں کو دعوت اسلام دینے والے بنائیں۔

مدرسہ احمدیہ ۱۶ اپریل کو کھلے گا۔ لیکن دفتر مدرسہ احمدیہ کھلا ہے۔ روزانہ ۱۰ بجے صبح سے ½۴ بجے شام تک آپ تشریف لا کر جملہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں مدرسہ کے ساتھ بورڈنگ بھی ہے جس میں ایک سپرنٹنڈنٹ ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ اور تین ٹیوٹر بچوں کی تربیت اور نگرانی کے لئے مقرر ہیں۔ خرچ ماہوار جس میں خوراک فیس بورڈنگ وغیرہ شامل ہیں پندرہ روپے اور بیس روپے تک ہے۔ مدرسہ میں کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

(خاکسار عبدالاحد مولوی فاضل مدرسہ احمدیہ)

قاضی کلیم الدین صاحب کے متعلق اعلان

مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۴۶ء کے پرچہ میں قاضی کلیم الدین صاحب بھاگلپوری کے متعلق اعلان شائع کرایا گیا تھا۔ اس میں غلطی سے حکیم الدین لکھا گیا۔ صحیح نام کلیم الدین صاحب ہے۔

(ناظر امور عامہ)

دارا پور (بیٹ) میں شاندار تبلیغی جلسہ

۷ اپریل دارا پور (بیٹ) میں شاندار تبلیغی جلسہ زیر صدارت مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری منعقد ہوا۔ صرف ارد گرد کی جماعتیں ہی جلسہ میں شمولیت کے لئے نہ آئی تھیں۔ بلکہ دریا پار سے بھی بعض دوست تشریف لائے ہوئے تھے۔ ارد گرد کے دیہات کے سکھ بھی کافی تعداد میں جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور نہایت غور و خوض سے تقاریر سنتے رہے۔

تلاوت اور نظم کے بعد صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ اور غیر احمدی دوستوں سے استدعا کی۔ کہ وہ تعصب و ضد کو چھوڑ کر ہماری باتوں پر غور کریں۔ اور جو بات ان کو پسند آئے۔ اسے قبول کریں۔ احمدی دوستوں کو نصیحت فرمائی۔ کہ وہ بیان ہونے والے مسائل کو پورے غور سے سنیں۔ اور ان کو آئندہ تبلیغ میں استعمال کریں۔ اس کے بعد مولوی روشن دین صاحب مبلغ حلقہ مکیریاں نے امکان نبوت کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ ان کے بعد مولوی محمد نذیر صاحب قریشی نے وفات مسیح پر تقریر کی۔ اور بعض اعتراضات کے جوابات دیئے۔ قریشی صاحب کے بعد محمد منشی خاں صاحب مبلغ مقامی تبلیغ نے نظم پڑھی۔ اور مختصر سی تقریر بھی کی۔

گیانی واحد حسین صاحب نے ایک مبسوط اور مدلل تقریر فرمائی۔ جس میں سکھ دوستوں کو بھی تبلیغ کی اور گورو گرنتھ صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پیشگوئیاں بیان فرمائیں۔ جناب صدر نے تقاریر پر ریویو کیا۔ اور بعض پیش کردہ اعتراضات کے جوابات دیئے۔

اس جلسہ کے موقع پر چھ افراد نے بیعت کی۔ احباب کرام ان کی استقامت اور احمدیت کے لئے مفید وجود بننے کی دعا فرمائیں۔

جلسہ کا انتظام نہایت شاندار طریق پر کیا گیا تھا۔ جس کے لئے صیغہ مقامی تبلیغ جماعت احمدیہ دارا پور کا بیحد ممنون ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو احمدیت کی خدمت کا بیش از بیش موقع عطا فرمائے اور احمدیت کے سچے خادم بنائے۔

باوجود اس کے کہ جلسہ عین زمینداروں کے کام کے دنوں میں تھا۔ پھر بھی جلسہ کی حاضری بہت خوشکن تھی۔

(احمد خاں نسیم انچارج مقامی تبلیغ)

انصار جماعت کی توجہ کیلئے ضروری اعلان

انچارج صاحب بیعت پرائیویٹ سکرٹری کی طرف سے جماعتوں میں فارم عہد سلسلہ احمدیہ میں کم از کم ایک شخص کو داخل کرانے کے متعلق بھجوا رہے ہیں۔ جیسا کہ میں قبل ازیں اعلان کر چکا ہوں۔ کہ انصار جماعت کو فارم میں اپنے نام کے سامنے لفظ انصار لکھوا دینا چاہیئے۔ تا مرکز میں انصار اللہ کا جماعتوار اور افراد وار تبلیغی کھاتہ کھولا جا سکے۔ جیسا کہ دفتر مرکزیہ انصار اللہ میں انتظام کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں پھر یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ کہ تکمیل فارم کے وقت اراکین انصار اللہ اور عہدہ داران جماعت اس بات کا ضرور خیال رکھیں۔ کہ ایسے احباب کے نام کے سامنے جن کی عمر چالیس سال یا چالیس سے زائد ہو۔ لفظ انصار لکھوا دیا جائے۔ امید ہے اس امر کا خاص طور پر خیال رکھا جائیگا نیز۔

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چودھری حمید اللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ پی۔ سی۔ ایس سب جج درجہ دوم فیروز پور

دعویٰ یا اپیل دیوانی ۲۸۹

کشوری لال عرف ٹڈا مل ولد سلو مل اگروال ساکن فیروز پور شہر — بنام — ہردیال ولد شورام ذات کھتری پریتم سنگھ ولد انم سنگھ ذات سکھ عبد الحمید خاں ولد برکت علی ذات راجپوت ساکن فیروز پور شہر

دعویٰ ۲۸۰/-/-

بنام عبد الحمید خاں ولد برکت علی ذات راجپوت ساکن فیروز پور شہر

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی عبد الحمید خاں مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام عبد الحمید خاں مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر عبد الحمید خاں مذکور تاریخ ۳۰ ماہ اپریل ۱۹۴۵ء کو مقام فیروز پور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔ آج بتاریخ ۲۹ ماہ مارچ ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — (مہر عدالت)

غذا کے متعلق صاف صاف باتیں

ہندوستان میں اناج کے زبردست قحط کا خطرہ ہے۔ گذشتہ اکتوبر میں ہمارے بعض بہترین چاول پیدا کرنیوالے علاقوں میں طوفان کی تباہ کاریوں کے علاوہ جنوبی ہند میں شمال مشرقی مان سونی ہوائیں نہ چلنے کے باعث بارش نہ ہونے کی مصیبت بھی سر پہ آپڑی۔ ستم بالائے ستم یہ کہ شمال کے گیہوں پیدا کرنے والے علاقوں میں بیاوٹ نہیں برسی۔ ۔ ۔ ۔ ۔

"جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں حال ہی میں جنوب کے قحط زدہ علاقوں کا دورہ کرنے کے لئے گیا تھا۔ وہاں ایسے وسیع علاقے پڑے ہیں جن پر نہ تو مطلق کوئی فصل ہوئی ہے اور نہ کافی عرصہ تک ہونے کی امید ہے۔ اگر اناج نہ لاتو ان علاقوں میں بسنے والوں کو فاقوں مرنا پڑے گا۔ غریبوں اور کمزوروں کو اس مصیبت کا سب سے زیادہ شکار ہونا پڑے گا۔

ہم انہیں بچا سکتے ہیں اور ہمیں انہیں ضرور بچانا چاہیئے

اس کے لئے ہمیں جو اس وقت اچھی حالت میں ہیں، جو ہندوستان کے خوش قسمت علاقوں میں ہیں اپنی آسائشوں کو قربان کرنا ہوگا۔ اپنے اناج کا کچھ حصہ ان مصیبت زدہ انسانوں کے لئے بچانا ہوگا۔"

نئی دہلی سے ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی نشری تقریر مورخہ شنبہ ۱۶ فروری ۱۹۴۶ء کا ایک اقتباس

غذائی بحران
کو
شکست دیجئے

ملکر کوشش کیجئے — ملکر حصہ لیجئے

فوڈ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا نئی دہلی کا جاری کردہ

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ٹوکیو ۷ اپریل۔ اتحادی قابض فوجوں کے خلاف جاپانی تباہ کاروں کی منظم سرگرمیوں کا پہلا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ جس کے بعد چولوں کے ہوائی میدان میں جو ٹوکیو سے پندرہ میل دور ہے۔ امریکن فضائی فوج کے عملہ کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ وہ سرد شب چوکنے اور مسلح رہنے کا اہتمام کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ جاپانی تباہ کار رات کی تاریکی میں اپنا کام کرتے۔ اور طلایہ گرد سپاہیوں کی نظر سے بچتے رہے ہیں۔ انہوں نے پانچویں امریکن فضائی جیش کے سلسلہ ہائے مواصلات اور سامان کو نقصان پہنچایا ہے۔ انہوں نے بجلی اور ٹیلیفون کے تار کاٹ ڈالے۔ اور سامان کو اس قدر نقصان پہنچایا۔ کہ اس کی مرمت ہو نہیں سکتی۔ اس نقصان کا اندازہ کئی ہزار ڈالر لگایا جا رہا ہے۔

نئی دہلی ۷ اپریل۔ کانگرسی حکومتوں کے پانچ بڑے بڑے وزیر کل وزارتی مشن سے ملے۔ اور ایک سو پچاس منٹ باتیں کرتے رہے۔ پنڈت گووند ولبھ پنت وزیر اعظم یو۔پی ترجمانی کے فرائض ادا کرتے رہے۔ آپ نے بعد میں پریس کے نمائندے سے کہا۔ وزارتی مشن کے ساتھ ہماری جو بات چیت ہوئی۔ وہ ہندوستانی سیاسی مسئلہ کے سارے میدان پر حاوی تھی۔

نئی دہلی ۷ اپریل عنایت اللہ صاحب مشرقی ایک اخباری بیان میں کہتے ہیں۔ کہ میں صدر کانگرس کے اس بیان کے ساتھ حرف بحرف متفق ہوں۔ کہ اگر برطانی سرکاری عہدہ دار مسلم لیگ کی ہر جگہ مدد نہ کرتے۔ تو مسلم لیگ انتخابات میں اتنی نشستیں حاصل نہ کر سکتی جتنی کہ اس نے حاصل کر لی ہیں۔

گجرات ۷ اپریل۔ ڈپٹی کمشنر ضلع گجرات نے زمینداروں سے گندم حاصل کرنے کی عجیب و غریب ترکیب پیدا کی ہے۔ آپ نے اعلان جاری کیا ہے۔ کہ جو شخص گندم کی پانچ بوریاں منڈی میں برائے فروخت لائے گا۔ اسے انعام کے طور پر کپڑے اور کھانڈ کا پرمٹ دیا جائے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ منڈی میں گندم بمقدار کثیر پہنچ گئی ہے۔ اور اناج کی قلت دور ہو گئی ہے۔

نئی دہلی ۷ اپریل۔ وزارتی مشن اپنے کام کے موجودہ ابتدائی مرحلے کو ۱۵ اپریل تک مکمل کر لینا چاہتا ہے۔ اس کے بعد یہ اصحاب ایسٹر کے چند روز کشمیر میں گذاریں گے۔ ممکن ہے کہ عازم کشمیر ہونے سے پہلے ارکان وفد اس کام کے متعلق جو انہوں نے اس وقت تک پایہ تکمیل تک پہنچایا ہو گا۔ عام بیان پیش کریں۔

نئی دہلی ۷ اپریل۔ کونسل آف سٹیٹ کے ممبر مسٹر چوہدری نے برطانوی وزارتی مشن کو ایک یادداشت بھیجی ہے جس میں مطالبہ کیا ہے کہ بنگال کی مردم شماری فی الفور کی جائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ مسلمان اکثریت میں نہیں ہیں۔

لنڈن ۷ اپریل۔ نائب وزیر ہند مسٹر آرتھر ہینڈرسن نے آج دارالعوام میں پھر یہ بات دوہرائی کہ برطانوی حکومت کی عام آشکارا پالیسی یہ ہے۔ کہ برما میں کامل سیلف گورنمنٹ قائم کی جائے۔ آپ نے کہا ہمارا یہ مقصد رہا ہے۔ اور اب بھی ہے کہ برطانی دولت مشترکہ میں برما کو سیاسی ترقی حاصل کرنے میں آزادی دی جائے۔ تاکہ وہ درجہ نوآبادیات حاصل کرنے کے قابل ہو سکے۔

روم ۷ اپریل ذمہ وار ذرائع سے اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک ہزار اور دو سو یہودی جو اٹلی میں ناجائز طور پر آ گئے تھے۔ لی پزیا میں گرفتار کر لئے گئے۔ گرفتاری اس وقت ہوئی جب وہ فلسطین جانے کو تین چھوٹے دخانی جہازوں میں سوار ہونے لگے۔

طہران ۷ اپریل۔ ایران کے رجعت پسند عناصر روسی ایرانی معاہدے سے سخت مایوس نظر آتے ہیں۔ ان کی رائے یہ ہے کہ روس اس معاہدے کی بدولت اپنے تمام مطالبات منوانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

بٹاویہ ۷ اپریل۔ جزائر شرق الہند کے محکمہ اطلاعات نے اعلان کیا ہے۔ کہ تین صد انڈونیشی انتہا پسندوں نے آج ایک گاؤں پر دھاوا بول دیا لیکن ان کا حملہ ناکام کر دیا گیا۔ گورکھا دستوں نے بڑی مشکل کے ساتھ بنڈونگ کے مورچے کو وسیع کر لیا ہے۔ ایک گورکھا کام آیا۔

لنڈن ۷ اپریل۔ یورپ کی غذائی قلت کے متعلق لنڈن میں جو کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اس میں اسی کانفرنس کے چیئرمین مسٹر ہربرٹ ہوور نے بتایا۔ کہ یورپ میں کروڑوں گھرانوں میں دن میں تین دفعہ بھوک کھانے کی میزوں پر موجود ہوتی ہے۔ مسٹر ہوور نے جن یورپی ممالک کی سیاحت کی ہے۔ ان کے تاثرات کانفرنس کے سامنے پیش کرتے ہوئے بتایا۔ کہ جب تک نئی پیداوار مارکیٹ میں نہیں آ جاتی۔ ہمیں سخت مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

شکاگو ۷ اپریل۔ صدر امریکہ مسٹر ہیری ٹرومین نے ایک تقریر میں کہا۔ کہ امریکہ مشرق وسطی اور مشرق بعید کے ذرائع آمدنی کے نشوونما میں اپنی طرف سے پوری امداد مہیا کرے گا۔ ان علاقوں میں جمہوریت اور آزادی کو فروغ دیا جائے گا۔

لنڈن ۷ اپریل۔ مانچوریا میں روسی چیف آف سٹاف مارشل مالینوسکی نے چین کے فوجی مشن کی اس درخواست کو نامنظور کر دیا ہے۔ کہ جن مقامات کو روسی فوجیں چھوڑتی جا رہی ہیں۔ وہاں چینی فوجیں پہنچنے تک روسی سپاہی متعین رہیں۔ روس کی طرف سے کہا گیا ہے کہ اواخر اپریل تک مانچوریا کو مکمل طور پر خالی کرنا ضروری ہے۔

بخارسٹ ۷ اپریل۔ حکومت رومانیہ نے جنرل فرانکو کی حکومت سے تمام ڈپلومیٹک مراسم توڑ دیئے ہیں۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ میڈرڈ میں رومانوی سفارت خانے کے تمام ارکان سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ واپس رومانیہ چلے آئیں۔

قاہرہ ۷ اپریل۔ شاہ ابن سعود نے بتایا کہ فلسطین میں یہودی داخلے پر موت کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر برطانیہ انصاف کی راہ سے منحرف ہو جانا چاہتا ہے۔ اور اپنے کئے ہوئے مواعید کو فراموش کر دینا چاہتا ہے۔ تو میں مسلمانوں کو اس کے سوا اور کیا کہہ سکوں گا۔ کہ میں آپ کے سامنے حاضر ہوں۔ مجھے قتل کر دیجئے۔ یا مجھ سے تاج اتار دیجئے۔ میں اس سزا کا حقدار ہوں۔ کیونکہ میں ہی آپ کی مصیبت کا موجب ہوا ہوں۔

کلکتہ ۷ اپریل۔ کلکتہ کی گلیوں میں مارچ کے آخری ہفتہ میں ۲۳ نعشیں پائی گئیں۔ اخبارات کی ان خبروں کے مطالعہ سے پبلک میں سنسنی پھیل رہی ہے۔

کلکتہ ۷ اپریل۔ راشن میں تخفیف کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے کلکتہ جیوٹ ملز کے ایک لاکھ سے زائد کارکنوں کو ہڑتال ملتوی کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور وعدہ کیا ہے۔ کہ نئی وزارت جہاں تک ممکن ہو۔ ان کی امداد کرے گی۔

لنڈن ۷ اپریل برطانی وزیر خوراک سر بین سمتھ نے دارالعوام میں بتایا۔ کہ وہ ہندوستان کے غذائی وفد کے ہمراہ واشنگٹن گئے۔ اور ہندوستان کے لئے زیادہ سے زیادہ کوٹا حاصل کیا۔ آپ نے بتایا کہ جنوری میں ہندوستان کا مطالبہ ۵ لاکھ ٹن چاولوں اور گندم کا تھا۔ اور چار لاکھ ٹن حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ضلع لائل پور کا تبلیغی پروگرام

مولوی عبدالغفور صاحب مبلغ لائل پور کا تبلیغی پروگرام ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

گوکھووال ۲۷۶	۶ و ۷	اپریل
کلیانپور	۸ و ۹	"
کنگھووالی	۱۰ و ۱۱	"
ٹوبہ ٹیک سنگھ	۱۲	"
گوجرہ قادر آباد	۱۳ و ۱۴	"
[illegible] دیو	۱۵ و ۱۶	"

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

کم از کم سال میں ایک احمدی بنانے کا وعدہ

تمام خدام فوری طور پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تحریک کہ ہر احمدی سال میں ایک احمدی ضرور بنائے پر لبیک کہیں۔ اور مقامی جماعت کے کارکنان کے ساتھ مل کر فارم تحریک وعدہ بیعت پر کر کے اندرون قادیان کی جماعتیں ۵ اپریل ۱۹۴۶ء تک اور بیرون قادیان کی جماعتیں ۱۰ اپریل تک حضور اقدس حضرت امیر المومنین کی خدمت میں ارسال کر دیں۔ فارم وعدہ اور حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ تمام جماعتوں [illegible]